رحمہ اللہ
شہید ملت
علامہ
اِحسان الٰہی ظہیر
عبد الرشید عراقی
ناشر
جامعۃ ابی بکر الاسلامیۃ
گلشن اقبال بلاک 5 کراچی

نام کتاب.................. علامہ احسان الٰہی ظہیر رحمہ اللہ

تالیف.................. عبدالرشید عراقی

اہتمام.................. ڈاکٹر مقبول احمد مکی

قیمت..................

اشاعت اول.................. 2015

ناشر

جامعہ ابی بکر الاسلامیہ، گلشن اقبال نمبر 5۔ کراچی

فون: 34800471 - 021-34980877

ملنے کے پتے

* فضلی سنز (پرائیویٹ) لمیٹڈ، اردو بازار، کراچی فون: 32629724، 32212991

* کتاب سرائے، فرسٹ فلور الحمد مارکیٹ، غزنی اسٹریٹ اردو بازار لاہور۔ فون: 7320318

* کتاب گھر، کمیٹی چوک راولپنڈی فون 35552929، 35539609

فہرست

انتساب

علامہ شہید کے برادر اصغر

پروفیسر ڈاکٹر فضل الٰہی حفظہ اللہ

کے نام

عبدالرشید عراقی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عرضِ ناشر

علامہ احسان الٰہی ظہیر شہید رحمہ اللہ معروف عالم دین، بلند پایہ ادیب، حق وصداقت کے علمبردار، حوصلہ مند قائد، مدبر، فراست اور دور اندیشی کے وصف سے آراستہ اور منجھے ہوئے سیاستدان تھے۔ مشفق و مربی رہنما اور اقامت دین کے لیے جوانی سے جام شہادت نوش کرنے تک ایک ایک لمحہ وقف کر دینے والے عظیم المرتبت انسان تھے۔ انہوں نے اپنے فکر وعمل سے "ألست بربکم" کا وعدہ سچ کر دکھایا اور اقامت دین اور حق کی سربلندی کے لیے اپنی جان بھی جانِ آفریں کے سپرد کر دی اور ہمیشہ قائم رہنے والی حیات جاوداں کو مسکراتے ہوئے گلے لگا لیا۔

علامہ شہید رحمہ اللہ صاحب بصیرت اور صاحب الرائے قائد تھے۔ قدیم وجدید سیاسی تاریخ پر ان کی گہری نظر تھی۔ ان کے سیاسی تجزیے، ولولہ انگیز تقاریر، مدلل اور فکر انگیز تحریریں ان کے ذہنی اور شعوری ترفع کی عکاس تھیں۔ خصوصی طور پر قرآن وحدیث پر عالمانہ اور محققانہ بصیرت کے حامل تھے۔ حلم وبردباری کا پیکر تھے اور بڑی سے بڑی تنقید کو خندہ پیشانی سے سنتے تھے البتہ احادیث رسول ﷺ کے بارے میں کسی قسم کی کوتاہی یا سقم برداشت نہ کرتے تھے۔ احادیث کی صحت کے بارے میں انتہائی سخت اور باریک بین تھے۔ اخلاص ومروت کا مرقع تھے اور مسلک اہلحدیث سے فنائیت کی حد تک لگاؤ تھا اور اپنے مسلک کے لیے ہر قسم کی قربانی دینے کا جذبہ ودواعیہ ان کے اندر بدرجہ اتم موجود تھا۔

جناب عبدالرشید عراقی صاحب ان خوش نصیبوں میں سے ہیں جو علامہ احسان الٰہی ظہیر شہید رحمہ اللہ کی صحبت صدق وصفا سے فیض یاب ہوئے ہیں۔ جو خود بھی صاحب طرز قلم کار ہیں اور مجلہ اسوہ حسنہ کے علاوہ ملک کے کئی دیگر رسائل وجرائد میں اپنی فکر انگیز تحریروں سے پہچانے جاتے ہیں۔ علامہ شہید کی علمی، ادبی، معاشرتی، سیاسی اور فکری آفاقیت کو انتہائی قریب سے دیکھنے، سننے اور پرکھنے کا موقع ملا ہے اور ان ہی قیمتی لمحات کو عراقی صاحب نے الفاظ کا جامعہ پہنا کر صفحہ قرطاس پر بکھیرا ہے۔ اپنے خیالات کے ساتھ ساتھ عراقی صاحب نے دیگر اہل علم، اساتذہ کرام اور علمائے اہلحدیث کی فکر وآرا کو بھی اپنے اس کتابچے میں شامل کیا ہے جس سے علامہ شہید کی شخصیت اور بھی نکھر کر سامنے آئی ہے اور جس کو شائع کرنے کی سعادت ہمارے ادارے کو حاصل ہوئی ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ علامہ احسان الٰہی ظہیر شہید رحمہ اللہ پر اپنی رحمتوں کی موسلا دھار بارش فرمائے۔ امت مسلمہ کو ان جیسے خادموں سے نوازے اور نئی نسل کے اہل علم اور محققین کو ان کے راستے پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ عبدالرشید عراقی صاحب کو اور ادارہ جامعہ ابی بکر الاسلامیہ کو اس خدمت جلیلہ پر اپنے اجر عظیم سے نوازے۔ آمین!

ڈاکٹر مقبول احمد مکی

جامعہ ابی بکر الاسلامیہ گلشن اقبال کراچی

پروفیسر حکیم عنائت اللہ نسیم مرحوم نے علامہ احسان الٰہی ظہیر رحمہ اللہ کی شہادت پر فرمایا تھا کہ:

احسان الٰہی ظہیر تحریر و تقریر میں یکتا تھا۔ اہلحدیث جماعت میں مولانا ثناء اللہ امرتسری، مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی، مولانا حبیب الرحمٰن یزدانی، مولانا عبدالمجید سوہدروی رحمہم اللہ اجمعین مثالی خطباء تھے۔ لیکن حافظ احسان الٰہی ظہیر ایک منفرد حیثیت کے خطیب تھے، ان کی خطابت کا اعتراف ملک کے تمام فقہی مسالک کے زعماء اور علماء نے کیا ہے

ایں سعادت بزور بازو نیست

تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

پیش گفتار

اللہ تعالیٰ علامہ احسان الٰہی ظہیر رحمہ اللہ کو جوارِ رحمت اور جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے۔ وہ ایک عالم باعمل، توحید و سنت کے علمبردار، داعیٔ مخلص، سچے دل سے میدانِ عمل میں کود جانے والے سپاہی، ذہین و فطین، صاحبِ بصیرت، علم و فضل کے اعتبار سے جامع الکمالات، خطابت کے شہسوار، زہد و ورع اور تقویٰ و طہارت کے مرقعہ تھے۔ اور پیچیدہ مسائل میں بہترین مشیر تھے۔

علامہ احسان الٰہی ظہیر تصنیف و تالیف کا عمدہ ذوق رکھتے تھے۔ ٹھوس اور قیمتی مطالعہ ان کا سرمایہ علم تھا۔ تمام علوم اسلامیہ پر ان کی نظر وسیع تھی فرق پر ان کا گہرا مطالعہ تھا۔ اور اس فن میں ان کو سند حاصل تھی، تحریر میں ان کو خاص ملکہ حاصل تھا۔ جو شخص ان کی تحریروں کو پڑھے گا اسے معلوم ہوگا کہ ان کے ایمان میں کس قدر قوت تھی۔ اور ان کا ادب کس قدر بلند اور شستہ تھا، ان کی تحریر ایک فنی انداز میں تہذیب و ادب کی تحریر تھی، جس سے ان کے گہرے مطالعہ، باریک بینی، دینی تڑپ، رقتِ قلب اور زندگی و وجدان کا اندازہ ہوتا ہے۔

علامہ احسان الٰہی ظہیر شہید ایک فرد نہیں، اپنی ذات میں ایک اکیڈمی تھے۔ اور اس اکیڈمی میں ''قال اللہ'' اور ''قال الرسول'' کے نغمے گونجتے تھے، حق و صداقت کی ترجمانی ہوتی تھی۔ کلام اللہ اور سنت رسول ﷺ سے علامہ شہید کو بہت ہی شغف تھا۔ اور حدیث نبوی ﷺ کے معاملہ میں معمولی سی مداہنت بھی برداشت نہیں کرتے تھے۔ علامہ شہید اپنے مسلک اہل حدیث میں بہت زیادہ متحمس تھے۔ آپ ملک کے

تمام فقہی مسالک کے علماء کے جلسوں میں شریک ہوتے تھے ان کو دعوت دی جاتی تھی۔تقریریں کرتے تھے۔اور اہل حدیثیت ان کے ساتھ ہوتی تھی۔

علامہ شہید مستند عالم دین تھے۔صاف گوئی ،عزم و جرأت میں بہت اعلیٰ و ارفع تھے۔صاف گوئی میں وہ اپنے آپ کو بھی معاف نہیں کرتے تھے۔جمعیت اہل حدیث کے اجلاسوں میں اپنے جماعتی رفقاء پر منہ در منہ صاف صاف تنقید کرتے تھے۔اور اس معاملہ میں کسی سے کوئی مداہنت نہ تھی۔

علامہ شہید کی گفتگو جہاں ان کے تبحر علمی ، ذوق مطالعہ، وسعت معلومات اور ناقدانہ تبصرہ کی آئینہ دار ہوتی تھی وہاں ان کی بات بات میں ان کی سیرت و کردار کی تصویر نمودار ہوتی معلوم ہوتی تھی۔ایسی نادر روزگار شخصیتوں کے بارے میں شاعر مشرق نے فرمایا تھا ؎

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

اس مختصر کتابچہ میں علامہ شہید کی مذہبی و دینی و علمی اور سیاسی و جماعتی خدمات کا تذکرہ کیا گیا ہے اور اس کتابچہ کا مقدمہ پروفیسر حکیم راحت نسیم سوہدروی نے تحریر فرمایا ہے۔راقم اس پر حکیم صاحب کا شکر گزار ہے۔آخر میں اللہ تعالیٰ کی جناب میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ علامہ شہید کی قبر کو ٹھنڈا رکھے اور اپنی رضا کی جنت میں ابدی جگہ دے۔

عبدالرشید عراقی

سوہدرہ۔ضلع گوجرانوالہ

۳۱/اکتوبر ۲۰۱۴ء

055-6692137

0303- 4553466

مقدمہ

علامہ احسان الٰہی ظہیر شہید رحمہ اللہ ہمہ جہت، ہمہ صفت اور عہد آفریں شخصیت تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں بہت سی صلاحیتوں اور خوبیوں سے نوازا تھا، وہ ایک شعلہ بیان خطیب، معجز رقم ادیب، بیباک صحافی، محب وطن، قومی وملی اور سیاسی رہنما تھے۔ وہ ایک متبحر عالم دین، مذہبی اسکالر ہونے کے ساتھ ساتھ انہیں کئی زبانوں پر عبور تھا۔ مگر ان کی بڑی خوبی دین اسلام سے والہانہ محبت تھی۔ وہ اسلامی تعلیمات اور روایات پر کسی قسم کی تنقید برداشت نہیں کرتے تھے۔ اور اس سلسلہ میں کوئی سمجھوتا کرنے کو بھی تیار نہ ہوتے تھے، بلکہ وہ اسلامی تعلیمات کے فروغ کے لیے ساری عمر سرگرم رہے۔ جس بات کو حق سمجھا اس کے اظہار کے لیے کبھی مصلحت کا شکار نہ ہوئے۔ ذاتی مفاد کی بجائے قومی مفاد کو ترجیح دیتے تھے۔ انہوں نے جب سیاسی زندگی میں قدم رکھا اور ان کا واسطہ "صدر ایوب خاں، یحییٰ خان، ذوالفقار علی بھٹو اور جنرل ضیاء الحق سے پڑا۔ کلمۃ الحق بلند کرنے کے لیے انہیں بے شمار مصائب و آلام سے مبتلا کیا گیا۔ مگر ان کے پائے استقلال میں معمولی سی بھی لغزش نہ آئی۔ وہ کسی آمر کے سامنے جھکے نہیں، بلکہ ہر مشکل میں ایک نئے عزم کے ساتھ میدان عمل میں آئے۔ وہ اکثر اپنی تقریروں میں فرمایا کرتے تھے کہ "راہِ استقامت میں جب بھی قدم ڈگمگانے لگیں تو امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کو یاد کرلیا کرو"۔

تحریک ختم نبوت اور تحریک نظام مصطفیٰ میں وہ صف اول کے رہنماؤں میں نظر آتے

ہیں۔ مجھے یاد پڑتا ہے کہ ۱۹۷۷ء کو تحریک نظام مصطفیٰ میں جب قومی قیادت اسیر زنداں ہو چکی تھی، بھٹو حکومت کے ایک مشیر مسٹر غلام مصطفیٰ کھر نے اعلان کیا کہ ''کسی کو جلوس نکالنے کی اجازت نہ دی جائیگی'' تو علامہ احسان الٰہی ظہیر نے مسجد شہداء ریگل چوک لاہور میں نماز پڑھانے کا اعلان کیا، راقم نے بھی نماز جمعہ مسجد شہداء میں ادا کی۔ علامہ صاحب نے اپنے خطبہ جمعہ میں بڑے پر جوش انداز میں حکومت کو نشانہ بنایا اور نماز جمعہ سے فراغت کے بعد مال روڈ پر تشریف لے گئے۔۔ جہاں فوج نے لکیر کھینچ دی تھی کی ''اس کو پار کرنے والوں کو گولی ماردی جائے گی''۔ راقم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ علامہ احسان الٰہی ظہیر نے اپنی قمیض کے بٹن کھولے اور لکیر کو عبور کرتے ہوئے بلند آواز میں فرمایا کہ: مجھے گولی مارو۔۔ پھر کیا تھا کہ ہجوم دیوانہ وار علامہ احسان الٰہی ظہیر کی قیادت میں مال روڈ پر رواں دواں اور اسلامی نظام کے حق میں نعرے لگانے لگا۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کو جن صلاحیتوں اور خوبیوں سے نوازا تھا، آپ نے ان سے بھر پور استفادہ کیا اور دعوت دین اسلام کا حق ادا کر دیا۔ خطابت میں ان کا کوئی ثانی نہیں تھا۔ سچی بات تو یہ ہے کہ مولانا ابوالکلام آزاد، نواب بہادر یار جنگ، امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری اور شورش کاشمیری کے بعد وہ برصغیر پاک و ہند کے سب سے بڑے خطیب تھے اور اس سلسلے کی آخری کڑی تھے۔ عرب وعجم میں ان کی خطابت کو تسلیم کیا گیا۔ عراق میں ایک بین الاقوامی کانفرنس جو صدر صدام حسین کی صدارت میں منعقد ہوئی تھی اس میں علامہ احسان الٰہی ظہیر نے عربی میں ایسی ولولہ انگیز تقریر کی کہ صدام حسین سنتے رہ گئے، عربی کے بڑے بڑے دانشور ورطۂ حیرت میں ڈوب گئے کہ

ایک عجمی اور عربی میں ایسی ولولہ خیز تقریر!

علامہ صاحب کی خطابت کے بارے میں ملک کے نامور صحافی جناب مجیب الرحمان شامی صاحب نے لکھا ہے کہ:

علامہ صاحب سے کوئی اتفاق کرے یا اختلاف، حقیقت یہ ہے کہ ان کی تقریر دلوں سے خوف نکال دیتی ہے۔ طاقتوروں سے لڑنے کا جذبہ پیدا کرتی ہے، کمزوروں کے دلوں سے کمزوری کا خوف دور کر دیتی ہے۔

شورش کاشمیری نے لکھا کہ:

انشا پردازی علامہ احسان الٰہی ظہیر کی جیب کی گھڑی اور تقریر و خطابت ان کے ہاتھ کی چھڑی ہے۔

علامہ احسان الٰہی ظہیر نے دینی تعلیم جامعہ سلفیہ فیصل آباد میں حاصل کی، بعد از اں جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ (سعودی عرب) میں داخلہ مل گیا۔ وہاں آپ نے اس دور کے اساطین علم وفن سے استفادہ کیا، دوران تعلیم ہی ان کی صلاحیتیں اجاگر ہونے لگیں اور ان کے مضامین بزبان عربی وہاں کے رسائل و جرائد میں شائع ہونے لگے۔ علامہ صاحب کی کتاب ''القادیانیۃ'' اسی دور کی شاہکار ہے۔ علامہ صاحب اس وقت طالب علم تھے۔

جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ سے فراغت کے بعد علامہ احسان الٰہی ظہیر پاکستان تشریف لائے تو شیخ الحدیث مولانا محمد اسمٰعیل سلفی رحمہ اللہ نے انہیں مسجد چینیانوالی لاہور کا خطیب مقرر کیا اور اس کے ساتھ علامہ صاحب نے صحافت کے میدان میں قدم رکھا۔ ہفت روزہ الاعتصام لاہور، ہفت روزہ اہلحدیث اور ماہنامہ ترجمان الحدیث لاہور کے

مدیر اعلیٰ رہے۔علامہ صاحب کی صحافت پر خطابت کا رنگ غالب نظر آتا ہے۔انہوں نے مسجد چینیا نوالی جہاں کبھی مولانا ابوسعید محمد حسین بٹالوی، مولانا سید عبدالواحد غزنوی اور بطل حریت مولانا داؤد غزنوی رحمہم اللہ اجمعین خطابت کے فرائض انجام دے چکے تھے، وہاں آپ نے جانشینی کا پورا حق ادا کیا۔وہ حافظ قرآن بھی تھے۔۔رمضان میں تراویح بھی پڑھاتے تھے۔اور ہر چار رکعت کے بعد نماز تراویح میں پڑھے ہوئے قرآن کا خلاصہ بھی بیان فرماتے تھے۔

انہوں نے ''فرق'' یعنی ادیان پر کتب مرتب کیں، جن میں عربی زبان میں الشیعه والسنه، الشیعه والقرآن، الشیعه واهل بیت، الشیعه و التشیع، البریلویه، البابیه، البهائیه، الا سماعیلیه، التصوف۔اور اردو میں'' مرزائیت اور اسلام'' وغیرہ شامل ہیں۔

علامہ احسان الٰہی ظہیر نے بھرپور زندگی گزاری، جلسوں سے خطاب، جماعت اہل حدیث کی تنظیم، صحافت وادارت، مستقل خطبہ جمعہ، رمضان المبارک میں نماز تراویح کا پڑھانا، غیر ملکی دورہ جات، ملکی سیاست میں حصہ لینا۔یقیناً یہ ان پر اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم تھا۔علامہ احسان الٰہی ظہیر کی مستقل محنت اور جدوجہد سے مسلک اہل حدیث پر بے جا قسم کے ناپائدار الزامات لگائے گئے تھے، ان سب الزامات کے جوابات قرآن وحدیث کی روشنی میں دے کر مخالفین کے منہ بند کر دیے۔اور انہیں دوبارہ جرأت نہ ہوئی کہ وہ علامہ ظہیر کے دلائل کا جواب دے سکیں۔علامہ احسان الٰہی ظہیر نے جماعت اہلحدیث کو منظم اور فعال بنانے میں اپنے ذہن میں کئی منصوبے بنا رکھے تھے، مگر افسوس

کہ ان کی شہادت سے وہ تمام منصوبے پایۂ تکمیل کو نہ پہنچ سکے۔

راقم الحروف کو ان سے متعدد ملاقاتوں کا شرف حاصل ہے۔وہ میرے والدِ محترم پروفیسر حکیم عنایت اللہ سوہدروی مرحوم کے رفقاء میں سے تھے۔ وہ کئی بار ہمارے گھر سوہدرہ تشریف لائے۔ راقم ان سے ان کی رہائش گاہ شادمان کالونی لاہور میں کئی بار ملاقات کے حاضر ہوا۔نوابزادہ نصر اللہ خاں کی رہائش نکلسن روڈ لاہور میں ان سے کئی بار ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔اللہ ان کی بال بال مغفرت فرمائے۔ بڑے جلیل القدر،حق گو، بے باک اور جید عالم دین تھے۔

حکیم راحت نسیم سوہدروی

مطب ہمدرد

اسکیم موڑ، ملتان روڈ، لاہور

۱۲۷کتوبر ۲۰۱۴ء

نقش اول

احسان الٰہی ظہیر شہید ملت اسلامیہ کے جلیل القدر عالم دین، نامور خطیب ومقرر، بلند پایہ مبلغ و دعوت اسلامی کے علمبردار، عربی، فارسی، انگریزی اور اردو کے بہت بڑے مصنف تھے۔ وہ عربی، فارسی اور انگریزی زبانوں پر وہی دسترس رکھتے تھے جو ایک اہل زبان رکھتا ہے۔ اردو زبان پر بھی عبور کاملہ اور مہارت تامہ حاصل تھی۔ اور پنجابی زبان تو ان کی مادری تھی۔ علامہ صاحب نے اپنی ساری زندگی دین اسلام کی نشرو اشاعت، کتاب الٰہی اور حدیث نبوی ﷺ کی ترقی وترویج، شرکت و بدعت اور محدثات کی تردید وتوبیخ اور ادیان باطلہ کا استیصال کرنے میں بسر کر دی۔ حدیث نبوی ﷺ کی حمایت وتائید، نصرت وحفاظت اور مدافعت اور اس کے ساتھ مسلک اہل حدیث کی اشاعت وتائید ان کی زندگی کا اولین مقصد تھا۔

علامہ شہید سراپا اخلاص تھے، دوستوں اور احباب اور ساتھیوں سے کبھی ظاہر داری اور بناوٹی خوش مزاجی سے پیش نہیں آئے بلکہ تعلقات اور روابط میں ظاہر و باطن کا پرتو ہوتا تھا جو دل میں ہوتا وہ زبان پر آ جاتا۔ فرمایا کرتے تھے:

> میرے دوستانہ روابط میں یک رنگی ہوتی ہے۔ ظاہر و باطن دونوں یکساں، مجھے تصنع، بناوٹ اور منافقانہ ظاہرداری سے سخت نفرت ہے۔ اگر میں کسی سے ملتا ہوں تو پوری طرح ملتا ہوں اور کٹتا ہوں پھر اس کٹنے میں کوئی لچک نہیں ہوتی۔

علامہ شہید کی گفتگو جہاں ان کے تبحر علمی، ذاتی مطالعہ، وسعت معلومات اور ناقدانہ تبصرہ کی آئینہ دار ہوتی تھی۔ وہاں ان کی بات بات سے ان کے سیرت و کردار کی جھلک نظر آتی تھی۔ علامہ عالم اسلام میں علامہ رشید رضا، علامہ ناصر الدین البانی، شیخ عبدالعزیز بن باز، شیخ محمد امین شنقیطی، عطیہ محمد سالم اور برصغیر پاک و ہند میں علامہ سید نواب صدیق حسن خان، مولانا ابو الطیب شمس الحق عظیم آبادی، مولانا محمد عبدالرحمان مبارک پوری، شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری، مولانا حافظ محمد ابراہیم میر سیالکوٹی، مولانا ابو الکلام آزاد، مولانا سید سلیمان ندوی اور مولانا محمد اسمٰعیل سلفی رحمہ اللہ اجمعین کی تصانیف وتالیفات ان کے مطالعہ میں رہتی تھیں۔ مولانا ثناء اللہ امرتسری اور مولانا سید سلیمان ندوی سے ان کو بہت محبت تھی۔ ایک دفعہ بسلسلہ ایک پروگرام سوہدرہ تشریف لائے اور ملاقات میں فرمایا:

عراقی صاحب! شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری اور مولانا سید سلیمان ندوی رحمہم اللہ کو دیکھا تو نہیں مگر ان کی تصانیف کا مطالعہ کیا ہے۔ اور ان کی تصانیف سے ان کے تبحر علمی، ذوق مطالعہ اور وسعت معلومات کا اندازہ ہوتا ہے۔ شیخ الحدیث مولانا محمد اسمٰعیل سلفی کو دیکھا ہے ان کی صحبت میں بیٹھا ہوں، ان کی تصانیف کا مطالعہ کیا ہے۔ حدیث نبوی ﷺ سے ان کو والہانہ محبت تھی اور حدیث کے معاملہ میں معمولی سی مداہنت بھی برداشت نہیں کرتے تھے۔ ان کی تصانیف میں جماعت اسلامی کا نظریہ حدیث، حجیت حدیث اور رسول اکرم ﷺ کی تشریعی حیثیت اور امام بخاری کا مسلک بڑی عمدہ اور نفیس کتابیں ہیں۔

علامہ شہید کی شخصیت پر سیر حاصل بحث تو کوئی فاضل مقالہ نگار ہی کر سکتا ہے۔ میں تو صرف اتنا جانتا ہوں کہ:

وہ برصغیر پاک وہند کے نامور عالم دین، بیک وقت علوم قدیم وجدید میں یگانہ روزگار، عربی وفارسی اور انگریزی واردو زبانوں کے مصنف، بلند پایہ مقرر وخطیب اور دانشور و نقاد اور ادیب تھے۔

عربی انشاء پر انہیں اہل زبان جیسی قدرت حاصل تھی۔ وہ عربی میں بڑی روانی سے تقریر کرتے تھے اور تحریر میں ان کو خاص ملکہ حاصل تھا۔ ان کی تصانیف میں زیادہ کتابیں عربی زبان میں ہیں، فارسی اور انگریزی زبانوں پر بھی عبور حاصل تھا۔ علامہ شہید قدرت کی طرف سے بڑے اچھے دل ودماغ لے کر پیدا ہوئے تھے۔ روشن فکر، دردمند دل اور سلجھا ہوا دماغ پایا تھا۔ ذہن وذکاوت کے ساتھ قوت حافظہ بھی قوی تھا۔ ٹھوس اور قیمتی مطالعہ ان کا سرمایہ تھا۔ تمام علوم عالیہ وآلیہ پر ان کی نظر وسیع تھی۔ مگر تفسیر قرآن، حدیث اور متعلقات حدیث، اسماء الرجال، فقہ المذاہب الاربعہ اور تاریخ وسیر علوم وغیرہ پر ان کی گہری نظر تھی۔ ملکی اور عالمی سیاست سے پوری طرح سے باخبر تھے۔ سیاسی اور غیر سیاسی تحریکات کے قیام اور ان کے پس منظر سے پوری طرح واقف تھے۔ اور ملکی وغیر ملکی سیاسیات کے بارے میں اپنی ایک ناقدانہ رائے رکھتے تھے۔

علامہ شہید فطری انشا پرداز تھے۔ قلم برداشتہ تحریر کا ان کو عجیب ملکہ حاصل تھا۔ تحریر میں برجستگی اور سلاست پائی جاتی تھی۔ الفاظ کی تحقیق میں انہیں ید طولیٰ حاصل تھا۔ حدیث نبوی ﷺ سے انہیں زیادہ عقیدت اور محبت تھی۔ حدیث کے معاملہ میں معمولی

مداہنت بھی برداشت نہیں کرتے۔حدیث نبوی کے بارے میں ان کی محبت وعقیدت کا ایک واقعہ پیش خدمت ہے۔

علامہ شہید، مجھے سن یاد نہیں رہا۔ایک پروگرام کے سلسلے میں پروفیسر حکیم عنایت اللہ نسیم سوہدروی کی دعوت پر سوہدرہ شریف لائے ان کے ہمراہ مولانا عطاء الرحمان مرحوم بن مولانا محمد حسین شیخوپوری رحمہ اللہ اور مولوی نذیر احمد سبحانی بھی تھے۔حکیم عنایت اللہ نسیم کے دولت کدہ پر علامہ صاحب سے راقم ملنے حاضر ہوا، بڑی محبت اور گرم جوشی سے ملے۔حال احوال اور خیریت معلوم کی۔بعد ازاں راقم نے عرض کیا کہ علامہ صاحب راقم نے آپ کو ایک مضمون ترجمان الحدیث میں اشاعت کے لیے مولانا فراہی رحمہ اللہ پر بھیجا ہوا ہے جو ابھی تک آپ نے شائع نہیں کیا۔

علامہ شہید نے فرمایا:

عراقی صاحب! میں نے آپ کا مضمون ترجمان الحدیث میں شائع نہیں کرنا، میں ساتھ لانا بھول گیا۔

اس کی اشاعت نہ کرنے کی وجہ یہ ہے کہ مولانا حمید الدین فراہی کا نظریہ حدیث علمائے سلف کے نظریے سے ٹکر کھاتا ہے۔کیا آپ نے شیخ الحدیث مولانا محمد اسمٰعیل سلفی رحمہ اللہ کی کتاب ''جماعت اسلامی کا نظریہ حدیث'' نہیں پڑھی؟ مولانا سلفی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مولوی چراغ علی، مولانا شبلی نعمانی، مولانا حمید الدین فراہی، مولانا سید مودودی، مولانا امین احسن اصلاحی اور عام فرزندانِ ندوہ با استثنا علامہ سید سلیمان ندوی رحمہ اللہ، یہ

حضرات منکر احادیث نہیں ہیں، لیکن ان کی تحریروں سے حدیث کا استخفار معلوم ہوتا ہے۔۔اس لیے میں معذرت خواہ ہوں کہ آپ کا مضمون ترجمان الحدیث میں شائع نہیں کر سکتا۔ مضمون آپ کو واپس بھیج دونگا۔آپ حکیم عبدالرحیم اشرف صاحب کو بھیج دیں وہ مولانا فراہی کے عقیدت مندوں میں سے ہیں اور وہ المنبر میں شائع کر دیں گے۔چناچہ علامہ شہید نے مضمون واپس بھیج دیا اور راقم نے اسی وقت حکیم اشرف صاحب کو بھیج دیا۔اور ایک ہفتہ بعد المنبر میں شائع ہو گیا۔

اس واقعہ سے آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ علامہ شہید کو حدیث نبوی ﷺ سے کس قدر محبت والفت تھی۔علامہ شہید صرف ونحو اور لغت میں دست گاہ رکھتے تھے۔قدیم ماخذ ادبیہ میں کوئی ایسا ماخذ نہیں جس سے علامہ شہید نے استفادہ نہ کیا ہو۔کلام الٰہی سے خاص شغف تھا اور قرآن مجید کے بعد احادیث اور صحابہ کی زبان ہی کو معیار سمجھتے تھے۔علامہ شہید کے دیرینہ رفیق مولانا قاضی محمد اسلم سیف فیروز پوری (م ۱۹۹۶ء) لکھتے ہیں کہ:

علامہ احسان الٰہی ظہیر شہید یگانہ روزگار اور عبقری زمان تھے۔وہ بیک وقت ادیب، مدرس، مترجم، مؤلف ومصنف، مبلغ، سیاستداں اور کاروباری انسان تھے۔دیانت، امانت، خلوص للّٰہیت ان کے ماتھے کا جھومر تھا۔

فاضل عربی، فاضل فارسی، فاضل اردو اور فاضل پنجابی یعنی السنہ الشرقیہ کے عظیم اسکالر تھے۔وہ 6 مضامین میں ایم اے کر چکے تھے۔علامہ شہید سیاسیات میں قدم زن ہوئے تو خداداد صلاحیتوں، جرأت وبیباکی کی وجہ سے ملک کے مرکزی سیاست دانوں میں

شمار ہونے لگے۔سیاست میں نواب زادہ نصر اللہ خان کو وہ اپنا سیاسی مربی سمجھتے تھے اور لاہور میں پوری باقاعدگی سے نواب زادہ صاحب کی مجالس میں شمولیت کرتے تھے۔ امام الہند مولانا ابوالکلام آزاد کے بعد جرأت و بیباکی میں علامہ شہید کے بغیر کوئی اور نہیں دیکھا۔

ذوالفقار علی بھٹو کی فسطائیت سے خوب ٹکر لی۔اور پوری بہادری سے اس کے مقابل رہے۔جنرل ضیاء الحق کے حامی بھی رہے اور مخالف بھی، حمایت اس لیے کہ شاید جنرل صاحب ملک میں اسلام کا نفاذ کر سکیں اور مخالفت اس لیے کہ وہ اسلام کا نفاذ نہ کر سکے۔علامہ صاحب کا موقف تھا کہ ''اسلام پہ چلنا سیکھو یا اسلام کا نام نہ لو''۔علامہ شہید نے ملکی سیاسیات میں بھرپور کردار ادا کیا۔ذاتی کاروبار بھی کیا اور اس میں خاصی محنت کی اور غیر ملکی دورے بھی کیے۔کتابوں کی تصنیف و تالیف کا سلسلہ بھی جاری رکھا۔بقول حسرت موہانی ؎

ہے مشق سخن جاری اور چکی کی مشقت بھی

اک طرفہ تماشہ ہے حسرت کی طبیعت بھی

(تحریک اہل حدیث تاریخ کے آئینے میں ص ۴۴۷۔۴۴۹)

شخصیت و کردار

علامہ احسان الٰہی شہید کی شخصیت جامع صفات تھی۔وہ ایک دینی و مذہبی خاندان کے چشم و چراغ تھے۔خود حافظ قرآن، جید عالم دین، بلند پایہ مفتی، بہترین خطیب و مقرر، ادیب و انشا پرداز، نقاد، دانشور اور صاحب فہم و بصیرت تھے۔اچھے منتظم، اونچے مدبر اور

خاص طور پر متاثر کیا۔ وہ ان کی شرافت، وسعت قلبی، معاملہ فہمی، دور بینی، صلح پسندی اور وضع داری تھی۔

علامہ شہید اتنے بڑے عالم اور خطیب و مقرر اور مبلغ ہونے کے باوجود مزاج میں رعونت، اکڑفوں، تعلّی، خودستائی اور شیخی نہیں تھی۔ محبت، اخوت، اخلاق، شرافت، دوستی، مروت، وضعداری، رواداری، خوش مذاقی اور ذکاوت و فطانت، عدالت و ثقاہت، شجاعت و بسالت، امانت و دیانت ان کے کردار کے خاص اوصاف اور نمایاں جوہر تھے۔

علامہ شہید بڑے حساس، ذہین و فطین اور شگفتہ مزاج تھے۔ مولویوں کی طرح ان میں خشک مزاجی نہ تھی۔ نکتہ سنج، بذلہ سنج اور مرنجان طبیعت کے مالک تھے۔ علامہ شہید ایک وسیع النظر عالم دین اور صاحب فکر و بصیرت انسان تھے۔ آپ کا تدبر و تفکر، سیاسی بصیرت، معاملہ فہمی، شرافت نفس، ذکاوت حس، اخلاص و صداقت، صبر و ضبط اور استقلال و بسالت جس کو مخالف و موافق سبھی تسلیم کرنے پر مجبور تھے۔ بقول پروفیسر حکیم عنایت اللہ نسیم سوہدروی مرحوم کہ:

> علامہ احسان الٰہی ظہیر شہید جدید و قدیم کے درمیان ایک پل کی حیثیت رکھتے تھے۔ اور اپنی خصوصیات کمالات کی بنا پر اپنے معاصرین میں ایک نمایاں اور ممتاز مقام کے مالک تھے۔

علامہ شہید کی پوری زندگی زہد، قناعت، سادگی، خلوص، وفا، ایثار اور قربانی کی جیتی جاگتی تصویر تھی۔ ان کی شاندار دینی، مذہبی، ملی و قومی، علمی، ادبی، تمدنی، سیاسی اور سماجی

معاشی، تہذیبی، قومی اور ملی اور ذاتی سطح پر جو پیچیدگیاں پیدا ہو گئی تھیں، علامہ
اپنی وسیع معلومات، تجربات اور علم و وجدان کی بنا پر ان سب کا بہترین متوا
معتدل حل "اسلام کے نظام حیات" میں ہی سمجھتے تھے۔ ان کے نزدیک دین و
تفریق قطعاً روا نہیں تھی۔ اسلام کی آفاقی تعلیمات کی نشر و اشاعت اور فروغ
میں آخری دم تک جدوجہد کرتے رہے۔ سیاسیات حاضرہ سے آپ ہمیشہ پوری
خبر رہے۔ سیاسی لحاظ سے آپ کا نقطہ نظر وہی تھا جس کا اظہار علامہ اقبال نے
میں فرمایا تھا ؎

جلال پادشاہی ہو کہ جمہوری تماشا ہو
جدا ہو دیں سے سیاست تو رہ جاتی ہے چنگیزی

علامہ شہید سیاست کے اندر سچائی، خلوص، ہمدردی، دیانت، امانت اور وفا
رہے۔ مگر افسوس کہ آپ کا یہ خواب شرمندۂ تعبیر نہ ہو سکا۔ علامہ صاحب بلند پایہ
مقرر تھے۔ آپ کا شمار پاکستان کے نامور خطباء میں ہوتا تھا۔ ہزاروں سامعین
بات کو مدلل اور میرہن انداز میں ذہن نشین کرانا آپ ہی کا کمال تھا۔ تقریر و خطا
ساتھ صحافت کا ستھرا اور پاکیزہ ذوق رکھتے تھے۔ مختلف اوقات میں ہف
الاعتصام لاہور، ہفت روزہ اہلحدیث لاہور اور ماہنامہ ترجمان الحدیث لاہور
رہے۔ اس میں کسی قسم کا مبالغہ نہیں، بلاشبہ یہ ایک حقیقت ہے کہ سیاسی فکر
اعتدال، دین اسلام کے تفوق و برتری کا ہر مرحلے پر خیال اور بلا امتیاز ہر خوا

فکری اور عملی امداد کی ہر دائرہ حیات اور ہر طبقہ کے افراد پر گونا گوں خصوصیات و امتیازات کی وجہ سے علامہ احسان الٰہی ظہیر شہید واقعتاً اپنی ذات میں ایک انجمن تھے

مدت کے بعد ہوتے ہیں پیدا کہیں وہ لوگ
مٹتے نہیں ہیں دہر سے جن کے نشاں کبھی

علامہ شہید پر درج ذیل شعر بھی پوری طرح صادق آتا ہے ۔

اب نہ آئے گا نظر ایسا کمالِ علم وفن
گو بہت آئیں گے دنیا میں رجالِ علم وفن

علامہ احسان الٰہی ظہیر شہید صحیح معنوں میں مردِ مؤمن تھے ۔آپ علامہ اقبال کے درج ذیل دو شعروں کے مصداق تھے ۔

اس کی امیدیں قلیل اس کے مقاصد جلیل
اس کی ادا دل فریب اس کی نگہ دل نواز
نرم دم گفتگو ، گرم دم جستجو
رزم ہو یا بزم ہو پاک دل و پاک باز

علامہ احسان الٰہی ظہیر شہید ملت اسلامیہ کے دردمند رہنما، مذہب و سیاست کے مجمع البحرین، مسلک اہلحدیث کی اشاعت کے بہت بڑے مبلغ ،مولانا قاضی محمد سلیمان منصور پوری کا تقویٰ، شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری کی عزیمت اور دین اسلام سے محبت ،مولانا حافظ محمد ابراہیم میر سیالکوٹی کی خطابت ،مولانا حافظ عبداللہ روپڑی کا ذوق مطالعہ ،مولانا محمد حنیف ندوی کی اصابت رائے ، وضعداری، شرافت اور کتاب دوستی

میں مولانا عطاء اللہ حنیف کا نقش ثانی اور حدیث نبوی ﷺ سے محبت و شفقت اور حدیث نبوی ﷺ کی تائید و حمایت، نصرت و حفاظت اور مدافعت میں شیخ الحدیث مولانا محمد اسمٰعیل سلفی کے جانشین تھے۔ اور صحیح معنوں میں امیر مینائی کے تصوراتی شعر کی عملی تصویر تھے

خنجر چلے کسی پہ تڑپتے ہیں ہم امیرؔ
سارے جہاں کا درد ہمارے جگر میں ہے

لیکن آہ! اب یہ بطل جلیل القدر ہستی جنت البقیع مدینہ منورہ میں قیامت کی نیند سو گئی ہے۔

قضا کس کو نہیں آتی ہے یوں تو بہت کو آتی ہے
پر اس مرحوم کی بوئے سخن کچھ اور کہتی ہے

علامہ احسان الٰہی ظہیر شہید رحمہ اللہ (ایک عہد ایک تحریک)

(تالیف: مولانا قاضی محمد اسلم سیف فیروز پوری کی روشنی میں)

مولانا بشیر انصاری حفظہ اللہ فرماتے ہیں کہ

شہید اسلام علامہ احسان الٰہی ظہیر رحمہ اللہ کی شخصیت فکر و عمل کی ایک نہایت دلآویز اور حسین مرقع تھی۔ انہوں نے اپنی بلند پایہ عربی تصانیف کے ذریعے سے علمی دنیا میں ایک تہلکہ مچا دیا اور فرق باطلہ کے خلاف ان کے قلم نے تلوار کا کام دیا۔ علامہ کی خدمات کا احاطہ نہیں کیا جا سکتا۔

ع

سفینہ چاہیے اس بحر بے کراں کے لیے

جرأت و ہمت

شاہ فیصل بن عبد العزیز رحمہ اللہ کے دورِ حکومت میں کرنسی نوٹوں پر روضہ رسول ﷺ کی تصویر چھپ گئی، علامہ شہید نے جب یہ دیکھا تو اپنے ایک دوست اور ہم درس حافظ محمد شریف سے کہا کہ "کرنسی نوٹ پر روضہ رسول ﷺ کی تصویر عقیدہ توحید کے منافی ہے اور اس سے توحید کو سخت نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہے"۔ چنانچہ علامہ صاحب اسی وقت شیخ ابن باز رحمہ اللہ کی خدمت میں تشریف لے گئے۔ اور ان سے اس بارے میں گفتگو کی شیخ ابن باز نے فوراً یہ بات جلالۃ الملک فیصل بن عبد العزیز رحمہ اللہ کے نوٹس میں لائی۔ اور انہوں نے فوراً ان نوٹوں کو ضبطی کا حکم دے دیا۔ اس طرح علامہ شہید کی دینی جرأت ایک بہت بڑے مفاسد کے انسداد دینی (علامہ شہید اس وقت جامعہ اسلامیہ کے آخری سال میں تھے) کا ذریعہ بنی۔ (صفحہ ۶۵)

حب رسول صلی اللہ علیہ وسلم

علامہ احسان الٰہی ظہیر شہید توحید الٰہی کے فدائی اور سنت رسول ﷺ کے شیدائی، کتاب وسنت کی تعلیمات کا فروغ ان کی زندگی کا سب سے بڑا مشن اور مقصد تھا۔ وہ مرنجاں مرنج قسم کے آدمی تھے۔ زاہد مرتاض ہرگز نہ تھے۔ اہل حدیثوں کی روایتی عبوست و دیبوست سے وہ بالکل مبرا تھے۔ ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وسلم سے انہیں بہت زیادہ عقیدت تھی۔ (صفحہ ۱۱۳)

مسلکی حمیت

اللہ تعالیٰ نے علامہ صاحب میں بے شمار اوصاف ودیعت فرمائے تھے۔ وہاں ایک

وصف یہ بھی عنایت فرمایا تھا کہ وہ اپنے مسلک اہل حدیث میں سخت متشدد تھے۔ جب بھی کسی دینی مجالس، سیاسی تقریب یا دانشوروں کی مجلس میں شرکت کرتے یا مختلف مکاتیب فکر کے اجتماع ہوتے تو بڑی جرأت و ہمت سے اپنے اہل حدیث ہونے کا اعلان کرتے۔ مسلک اہل حدیث کی حمیت اور غیرت ان کے جسم کے روئیں روئیں میں نمایاں تھی۔ (صفحہ ۱۱۵)

شجاعت وبسالت

برصغیر پاک و ہند میں حق گوئی و بیبا کی میں اور برطانوی سامراج سے ٹکر لینے میں دینی و سیاسی اکابرین نے حق گوئی اور بیبا کی اور جرأت وشجاعت کا فریضہ انجام دیا اور پورے برصغیر میں ان کی جرأت وشجاعت کا چرچا رہا۔ وہ تھے: امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری، مولانا سید محمد داؤد غزنوی، شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری، مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی، مولانا شبلی نعمانی، مولانا قاضی سلیمان منصور پوری، مولانا شبیر احمد عثمانی، شورش کاشمیری، مولانا ظفر علی خان، مولانا محمد علی جوہر، مولانا حسرت موہانی اور امام الہند مولانا ابوالکلام آزاد رحمہم اللہ اجمعین۔

اللہ تعالیٰ نے ان شخصیات کو شجاعت و جرأت و بسالت اور حق گوئی و بیبا کی کے اوصاف سے نوازا تھا۔ ان حضرات کی صحیح جھلک علامہ احسان الٰہی ظہیر شہید کی حیات مستعار میں صاف دکھائی دیتی ہے۔ (صفحہ ۱۱۹)

تحاریکِ ختم نبوت

۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت، ۱۹۷۴ کی تحریک ختم نبوت

علمائے اہل حدیث میں مولانا محمد رفیق مدنی پوری، علامہ محمد مدنی حافظ عبد الغفور آف جہلم، مولانا حافظ محمد ابراہیم کمیر پوری، مولانا عبد الحق صدیقی، سلطان المناظرین حافظ عبد القادر روپڑی کی خدمات ناقابل فراموش ہیں۔

علامہ شہید کی اس تحریک میں خدمات قیمتی سرمایہ ہیں۔ اور تاریخ اسلام کا ایک سنہری باب ہے۔ (صفحہ ۲۰۸)

تحریکِ استقلال میں شمولیت

علامہ احسان الٰہی ظہیر شہید نے جب ملکی سیاست میں قدم رکھا تو ائر مارشل اصغر خاں کی جماعت تحریک استقلال میں شمولیت اختیار کی۔ نامور وکیل محمود علی قصوری پہلے ہی اس جماعت میں شامل ہو چکے تھے۔ علامہ صاحب کی شمولیت سے ائر مارشل اصغر خاں اور میاں محمود علی قصوری بہت خوش تھے اور علامہ شہید کو عزت و احترام کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ دونوں حضرات فرمایا کرتے تھے کہ

> اللہ تعالیٰ نے ہمیں پورے ملک کی سیاسی جماعتوں میں سب سے قد آور مقرر اور بیباک خطیب عنایت فرمایا ہے۔ (صفحہ ۲۲۰)

قاضی محمد اسلم سیف فرماتے ہیں،

> علامہ صاحب کو جرأت، شجاعت، بہادری، اولی العزمی، راستبازی اور بے باکی نے انہیں بلند مقام عنایت فرمایا کہ علامہ صاحب کو علم و ادبیت، دینی علوم میں وسعت و دینی بصیرت نے ان کی سیاسی تقریروں کی خوب

تحریک استقلال میں علامہ صاحب کی شمولیت ان کے لیے نیک فال تھی ۔
جماعت میں ائر مارشل اصغر خاں اور میاں محمود علی قصوری کے بعد تیسری بڑی
سمجھا جاتا تھا۔

جمعیت اہل حدیث پاکستان

دسمبر ۱۹۶۸ء کے اواخر یا جنوری ۱۹۵۹ء کے اوائل میں جمعیت اہل حدیث
مجلس شوریٰ کا اجلاس مجیدیہ فلور ملز ،مصری شاہ لاہور میں منعقد ہوا ۔ اس اجلا
معاملہ زیر بحث آیا کہ آیا جمعیت اہل حدیث پاکستان کو براہ راست سیاست
لینا چاہیے یا نہیں ۔ علامہ صاحب نے اس اجلاس میں فرمایا کہ ہمیں سیاس
میدان میں اتر کر باکیں بازو اور اسلام دشمن عناصر کا ڈٹ کر مقابلہ کرنا چاہ
علامہ شہید کی بات کو اکثریت نے تسلیم کیا ۔ چنانچہ جمعیت اہل حدیث نے عم
میں بھرپور حصہ لیا۔

جب جمعیت اہل حدیث کی نشاۃ ثانیہ شروع ہوئی اور علامہ احسان الٰہی ظہیر
جمعیت اہل حدیث کی قیادت سنبھالی تو اہل حدیث جہاں ایک دینی، علم
جماعت تھی وہاں ملکی سیاست میں اس کا رول نہ صرف قابل رشک تھا بلکہ قابل
رہا ہے۔

مارشل لاء کے بعد ایم آر ڈی نے لاہور، فیصل آباد اور ملتان میں زبردس
اجتماعات منعقد کیے۔

ان تینوں شہروں کے جلسوں میں علامہ احسان الٰہی ظہیر کو محب وطن کی حیثیت سے مدعو کیا گیا۔علامہ صاحب نے بڑی جرأت اور بیباکی سے خطاب فرمایا اور آپ کی تقاریر سے تینوں شہروں کے جلسے کامیاب ہوئے۔

جمعیت اہل حدیث پاکستان نے بھی اپریل ۱۹۸۶ء تا نومبر ۱۹۸۶ء تک لاہور، سیالکوٹ، گوجرانوالا، شیخوپورہ، اوکاڑہ، ساہیوال، فیصل آباد، قصور، ملتان، سکھر، راولپنڈی اور کراچی میں عہد ساز اور تاریخی کامیاب جلسے کیے۔

ان جلسوں میں اس وقت کے امیر اہل حدیث پاکستان مولانا محمد عبداللہ، پروفیسر ساجد میر، حافظ عبداللہ شیخوپوری، قاری عبدالحفیظ، مولانا عبدالعلیم یزدانی، مولانا حبیب الرحمٰن یزدانی، مولانا محمد مدنی، مولانا محمد اعظم، مولانا محمد اسحاق چیمہ، مولانا محمد حسین شیخوپوری، قاری عبدالوکیل خان پوری، مولانا محمد یونس اثری، مولانا عبدالرشید راشد ہزاروی اور قائد اہل حدیث علامہ احسان الٰہی ظہیر شہید نے عہد ساز خطابات فرمائے۔

جمعیت اہل حدیث پاکستان کا دفتر دار العلوم تقویۃ الاسلام شیش محل روڈ لاہور میں تھا چنانچہ بعض وجوہات کی بنا پر جمعیت کا دفتر مجیدیہ فلور ملز مصری شاہ لاہور منتقل ہو گیا۔ کچھ عرصہ بعد جمعیت اہل حدیث کا دفتر شیخ محمد اشرف کی بلڈنگ حدیث منزل ایبک روڈ انارکلی لاہور منتقل ہو گیا۔اور سالہا سال تک جمعیت اہل حدیث کا دفتر حدیث منزل میں رہا۔لیکن چار بجے دفتر بند کر دیا جاتا تھا۔جس سے باہر سے آنے والوں کو دقت پیش آتی تھی، چنانچہ مجلس عاملہ نے اپنے ایک اجلاس میں فیصلہ کیا کہ جمعیت کے لیے اپنی جگہ خرید کر دفتر کے لیے بلڈنگ تعمیر کی جائے۔(چنانچہ ۱۰۶)

راوی روڈ لاہور پر جگہ حاصل کی کر لی گئی۔ ملک بھر کے اہل حدیث مخیر حضرات نے تعاون کیا۔ مولانا محمد عبداللہ مرحوم اوران کے رفقاء نے گوجرانوالا سے خطیر رقم بھجوائی۔ علامہ احسان الٰہی ظہیر نے بھی ایک معقول رقم اپنی جیب خاص سے عنائت فرمائی۔ لیکن جب بلڈنگ تعمیر ہوگئی تو اہل حدیث کا ایک گروپ اس پر قابض ہوگیا۔ اوراس نے اپنا نیا دفتر قائم کرلیا۔ اب ضرورت تھی کہ لاہور میں اہل حدیث کا ایک ایسا مرکز قائم ہو جسے علمی مرکزیت حاصل ہو۔ اس میں مسجد ہو، مہمان خانہ ہو، عظیم الشان لائبریری ہو، ہسپتال ہو، عملہ کے لیے رہائش گاہیں ہوں۔ تمام شعبہ جات کے الگ الگ دفاتر ہوں، چنانچہ علامہ احسان الٰہی ظہیر نے لاہور کے مخلص ترین رفقاء کے تعاون سے ۷۵ لاکھ روپے اکٹھا کر کے لارنس روڈ لاہور پر ۸ کنال سے زائد رقبہ حاصل کرلیا۔ اوراپریل ۱۹۸۶ء میں سماحۃ الشیخ عبداللہ عبدالمحسن الترکی چانسلر ریاض یونیورسٹی (سعودی عرب) نے اس کا سنگ بنیاد رکھا۔

علامہ احسان الٰہی ظہیر شہید دوراندیش رہنما تھے۔ ان کا نقطہ نظر یہ تھا کہ جس جماعت نے اپنے نوجوانوں کو اپنی جماعت کے مقاصد کے لیے منظم نہ کیا تو زمانہ اسے زیادہ دیر زندہ نہیں رہنے دے گا۔ اس لیے ضروری ہے کہ ''اہل حدیث یوتھ فورس'' کے نام سے اہل حدیث نوجوانوں کی ایک تنظیم قائم کی جائے۔ چنانچہ آپ نے یہ قدم اٹھایا اور ''اہل حدیث یوتھ فورس'' کے نام سے تنظیم قائم ہوگئی۔ اوراب بھی قائم ہے۔

اکتوبر ۱۹۶۸ء راولپنڈی میں جمعیت اہل حدیث پاکستان کی کانفرنس منعقد ہوئی، اس کانفرنس میں علامہ شہید کی تاریخی تقریروں نے صدر ایوب خان کے ایوانوں میں زلزلہ

پیدا کر دیا اور پورا ملک ایوب خان کے خلاف شعلہ جوالہ بن گیا۔

۱۹۷۳ء میں جمعیت اہل حدیث پاکستان کی رکن سازی کا فیصلہ کیا گیا۔ تاکہ دیہی، شہری، ابتدائی ضلعی جمعیت وں کے انتخابات عمل میں لائے جائیں اور نئی مجلس شوریٰ بنائی جائے، لیکن بعض قائدین جماعت اس کے خلاف تھے۔ تاہم مولانا محمد عبداللہ کو ناظم انتخابات مقرر کیا گیا۔ لیکن انہیں ایک دن بھی اپنے پروگرام کے مطابق کام نہ کرنے دیا گیا۔ چنانچہ اس کے بعد جماعت اہل حدیث دو دھڑوں میں تقسیم ہوگئی۔ اور فریق ثانی نے کافی غور وخوض کے بعد نئی جماعت بنائی۔ جس میں پیر آف جھنڈا مولانا سید بدیع الدین شاہ راشدی کو امیر، مولانا عبد اللہ گوجرانوالا نائب امیر اول، مولانا عبداللہ فیصل آبادی نائب امیر دوم اور پروفیسر ساجد میر کو ناظم اعلیٰ منتخب کیا گیا۔ اس گروپ میں علامہ احسان الٰہی ظہیر شہید، مولانا محمد اسحاق چیمہ، مولانا محمد رفیق مدن پوری، مولانا عبدالحق صدیقی، مولانا محمد علی جانباز، مولانا حافظ عبدالغفور آف جہلم، مولانا حبیب الرحمان یزدانی، مولانا عبد الخالق قدوسی، مولانا حافظ عبد اللہ شیخوپوری، مولانا عبدالرشید راشد، مولانا محمد اعظم، مولانا محمد صدیق کرپالوی، مولانا محمد حیات آف ڈسکہ، میاں عبد الواحد، مولانا ارشاد الحق اثری، مولانا عبد الرزاق سعیدی، مولانا محمد یوسف راجووال وغیرہم سینکڑوں علمائے کرام شامل تھے۔ امیر المجاہدین صوفی محمد عبداللہ آف ماموں کانجن نے بھی اس اجلاس میں شرکت کی۔ چنانچہ اس گروپ نے اپنا اخبار ہفت روزہ ''الیوم'' جاری کیا اور محترم بشیر انصاری حفظہ اللہ کو اس کا ایڈیٹر مقرر کیا گیا۔ جماعت اہلحدیث میں دو گروپوں میں تقسیم ہوگئی۔ حالانکہ ان کے فکر ونظر اور عقیدہ وخیال میں

کوئی اختلاف نہ تھا۔

مئی ۱۹۸۱ء میں صدر پاکستان جنرل محمد ضیاء الحق نے اسلامی نظریاتی کونسل، وفاقی شرعی عدالت اور وفاقی زکوٰۃ کمیٹی کے قیام اور ارکان کا اعلان کیا اور بڑی خوبصورتی سے اس میں اہلحدیث حضرات کو گول کر دیا گیا۔ علامہ ظہیر شہید اس وقت ملک سے باہر تھے۔ جب واپس پاکستان تشریف لائے اور لاہور میں مجلس عاملہ کا اجلاس بلایا۔ اجلاس میں علامہ شہید نے صدر ضیاء الحق کے اس اقدام کی پرزور مذمت کی اور آئندہ تمام سرکاری دعوتوں میں شرکت کرنے کا بائیکاٹ کا فیصلہ کیا۔

جنوری ۱۹۸۴ء میں گوجرانوالہ میں مجلس شوریٰ کا اجلاس ہوا جس میں پشاور سے لے کر کراچی تک کے تمام ارکان شوریٰ شامل ہوئے۔ اور جمعیت اہل حدیث کی قیادت کا از سر نو انتخاب عمل میں لایا گیا۔

امیر:	مولانا محمد عبداللہ آف گوجرانوالہ
نائب امیر اول:	مولانا حکیم محمد صادق سیالکوٹی
نائب امیر دوم:	مولانا محمد اسحاق چیمہ
نائب امیر سوم:	مولانا محمد صدیق آف سرگودھا
ناظم اعلیٰ:	علامہ احسان الٰہی ظہیر
نائب ناظم اعلیٰ:	مولانا حبیب الرحمٰن یزدانی

علامہ احسان الٰہی ظہیر بہت بڑے عالم دین، ذہین وفطین، شجاع، بیباک، علم وفضل میں جامع الکمالات، ذوق مطالعہ اور وسعتِ معلومات میں بے مثال، فہم وبصیرت میں اعلیٰ

اور ارفع ملکی اور غیر ملکی سیاست میں باخبر اور تقریر تحریر میں یگانہ روزگار اور عبقری شخصیت تھے۔

مولانا قاضی محمد اسلم سیف فیروز پوری (م ۱۹۹۶ء) علامہ صاحب کی شخصیت کا تعارف درج ذیل الفاظ میں کراتے ہیں کہ:

علامہ احسان الٰہی ظہیر شہید کے شبانہ روز سعی و جہد اور مسلسل اور حرکتِ پیہم نے اہلحدیثوں کو خواب غفلت سے جھنجھوڑا، ان میں عزم راسخ پیدا کر کے جماعتی کاز کو بلند کر دیا۔ علامہ شہید کی قیادت نے جمعیت اہل حدیث کی نشاۃ ثانیہ میں ایک مرکزی اور بھرپور کردار ادا کر کے جمعیت اہل حدیث پاکستان کو ملک کی سربرآوردہ وممتاز سیاسی جماعتوں کی صف اول میں لا کھڑا کیا۔

علامہ شہید کی مساعی سے اہل حدیث خواب خرگوش سے بیدار ہو کر میدان عمل میں کود پڑے۔ علامہ شہید چونکہ سچے جمہوریت پسند اور اس کے علمبردار تھے اس لیے علامہ شہید نے نوجوانوں کو اس انداز سے منظم فرمایا کہ ان کی حریت فکر اور جمہوریت پسندی کی تربیت بھی ہو جائے۔ افکار تازہ ہی سے جہانِ تازہ پیدا ہوتا ہے۔ علامہ شہید کی جواں سال قیادت نے ملک بھر کے نوجوان علماء، مرکزی مبلغین، معروف خطباء، مشہور مدرسین اور یگانہ روزگار دانشوروں کو اکٹھا کر لیا۔ نوجوانوں میں چیتے کا جگر، شاہین کا تجسس پیدا کیا۔ علامہ شہید کے رفقاء علامہ کی بیباک قیادت اور جرأت آموز تربیت سے شیران غاب سے بڑھ کر جری اور دلیر ہو گئے۔ علامہ شہید اپنے نوجوان رفقاء سفر پر ہمیشہ بھرپور اعتماد کرتے اور ان کے خلوص پر فخر کیا کرتے تھے۔ اور اقبال کی زبان میں

رمایا کرتے تھے ۔

اگر جوان ہو میری قوم کے جسور و غیور
تو قلندری میری کچھ کم سکندری سے نہیں

(ماخذ از علامہ احسان الٰہی ظہیر رحمہ اللہ، ایک عہد ایک تحریک)

مولانا احسان الٰہی ظہیر شہید

مورخ اہل حدیث مولانا محمد اسحاق بھٹی حفظہ اللہ کی نظر میں

محمد اسحاق بھٹی حفظہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

- علامہ صاحب قرآن کے حافظ تھے۔ اور قرآن خوب یاد تھا۔ ابتدا میں ان کے نام کا لاحقہ حافظ تھا۔ رمضان المبارک میں چینیانوالی مسجد لاہور میں وہ با لالتزام نماز تراویح پڑھاتے تھے۔ ان کا معمول تھا کہ چار رکعت کے بعد چند منٹ قرآن مجید کی ان آیات کی تفسیر بیان کرتے تھے جو انہوں نے چار رکعت میں پڑھی ہوتی تھیں۔ پھر آٹھ رکعتیں مکمل ہو جاتیں تو آدھ پون گھنٹہ میں تلاوت شدہ ایک پارے یا دو پارے کی تفسیر بیان فرماتے۔ ان کی اقتداء میں نماز تراویح پڑھنے کے لیے لاہور کے دور دراز علاقوں سے لوگ آتے اور بڑے شوق و اہتمام سے قرآن سنتے اور ان کے مواعظ سے مستفیض ہوتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو بلند لہجے اور مؤثر اسلوب کلام سے نوازا تھا۔

علامہ احسان الٰہی ظہیر ایک خاص انداز کے عالم تھے۔ اور ایک خاص لہجہ ان کے ساتھ

مخصوص تھا جو زندگی کے آخر دم تک ان کا رفیق رہا۔اور اسی لہجہ پر خلوص اور جذبہ پر درد میں کلمہ حق بلند کرتے ہوئے وہ اللہ کو پیارے ہو گئے۔

شریعت بل کے سلسلے میں علمائے کرام کا ایک اجتماع ہوا۔جس میں تمام مکاتب فکر کے چیدہ چیدہ علمائے کرام کو مدعو کیا گیا۔اس میں درج ذیل علمائے کرام شامل تھے۔

علامہ احسان الٰہی ظہیر

ڈاکٹر اسرار احمد

قاضی حسین احمد

مفتی محمد حسین نعیمی

سنیٹر قاضی عبداللطیف

مولانا وصی مظہر ندوی

محرم وارث میر۔۔۔۔۔اور کئی دیگر حضرات!

سب سے پہلے علامہ احسان الٰہی ظہیر نے خطاب فرمایا، ان کی تقریر کیا تھی خطابت کا شاہکار تھی۔جسے حاضرین نے بڑی توجہ اور انہماک سے سنا۔علامہ صاحب کے بعد شریعت بل کے حامی مقررین نے باری باری خطاب کیا۔خطاب کرنے والوں میں درج ذیل حضرات شامل تھے۔

ڈاکٹر اسرار احمد، قاضی حسین احمد، مفتی محمد حسین نعیمی، سنیٹر قاضی عبدالطیف اور مولانا وصی مظہر ندوی۔

ظہر کی نماز کا وقفہ ہوا اور تقریروں کا دوبارہ سلسلہ شروع ہوا تو آخری تقریر سے پہلے

علامہ صاحب نے کھڑے ہوئے اور کہا کہ میں ان باتوں کی وضاحت کرنا چاہتا ہوں جو قاضی حسین احمد اور ڈاکٹر اسرار صاحب نے کی ہیں۔اس پر قاضی صاحب نے فرمایا کہ یہ اپنی باری پر تقریر کر چکے ہیں، اب انہیں بات کرنے کا کوئی حق نہیں۔علامہ صاحب نے کہا میں نے آغاز مذاکرہ میں جو باتیں کی تھیں آپ نے ان کا جواب دیا ہے اب میرا حق ہے کہ میں جواب الجواب کے طور پر کچھ وضاحت کروں۔لیکن قاضی صاحب اور ان کے رفقاء نے ان کی بات نہیں مانی۔اس موقع پر علامہ صاحب کے کہنے پر پروفیسر وارث میر نے اپنی باری علامہ صاحب کو دے دی۔علامہ نے بڑے مدلل اور سلجھے ہوئے انداز میں اپنا موقف پیش کیا جس سے سامعین بے حد متاثر ہوئے۔

علامہ احسان الٰہی ظہیر اپنے دور میں عربی کے معروف مصنف، خطیب و بلند آہنگ مقرر، اسلام وتوحید کے علمبردار، احیائے کتاب وسنت کے بے خوف داعی اور متعدد کتابوں کے مصنف تھے۔مسلک اہل حدیث کے مخلص ترین مبلغ اور اس کی وضاحت وصراحت کے سلسلے میں بے حد جری تھے۔خطابت میں ان کا کوئی ثانی نہ تھا۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے فضائل ان کا انتہائی پسندیدہ موضوع تھا۔نبوت کے ابتدائی دور میں صحابہ کرام کو جن مصائب سے دوچار ہونا پڑا اور کفار مکہ نے ان پر جو مظالم ڈھائے اواس کی تفصیل بیان کرتے تو ہر آنکھ پرنم ہو جاتی اور لوگوں کی زبانوں پر بے ساختہ قرآن کے الفاظ رضی اللہ عنہم ورضوعنہ طاری ہوجاتے۔

ملکی سیاست پر وہ دھڑلے سے تقریر کرتے تھے۔حکمرانوں کے کرتوت پوری جرأت سے مجمع عام میں بیان کرتے تھے۔اور انہیں اس انداز سے للکارتے کہ ہر شخص سمجھتا کہ

اس کے دل کی بات کہی جارہی ہے۔ اور مقرر میں یہی کامیابی ہے کہ وہ لوگوں کے دلوں میں اتر کر بات کرے۔ اور اسی لہجے میں تقریر کرے کہ اس کے ایک ایک لفظ سے یہ ظاہر ہوتا ہو کہ وہ بہترین طریقے سے ان کے مافی الضمیر کا اظہار کررہا ہے۔ غالب نے اسی قسم کے اسلوب کے بارے میں کہا ہے ؎

دیکھنا تقریر کی لذت جو اس نے کہا
میں نے جانا کہ گویا یہ بھی میرے دل میں ہے

احسان الٰہی ظہیر جیسے بے دھڑک لوگوں کے لیے فرمایا گیا ہے کہ:

العلماء ورثة الانبیاء

''علمائے کرام انبیاء علیہم السلام کے وارث ہیں۔''

وہ صرف مذہبی او جماعتی حلقوں میں تقریر نہیں کرتے تھے بلکہ خالص سیاسی جلسوں اور مختلف جماعتوں کے سیاسی رہنماؤں میں بھی ان کی آواز گونجتی تھی۔ اور ان کے حسن انتخاب کو حق دار تحسین قرار دیا جاتا تھا۔

ان سیاسی جلسوں میں بھی ان کا کمال یہ تھا کہ ان کے اندر سے اہل حدیثیت پورے جوش سے ابھر کر زبان پر آجاتی اور نہایت صفائی سے ساتھ سامعین کے کانوں تک پہنچتی تھی۔ ان اجتماعات میں وہ گزشتہ دور کے سیاسی میدانوں میں اہل حدیث کی قربانیوں، وہابی تحریک کے باغیوں اور ان کے تگ و تاز مجاہدانہ کا تذکرہ کرتے۔ اور آزادیٔ برصغیر کے سلسلے میں اہل حدیث کی مساعی اور اس کے نتائج کو بلا جھجک معرض بیان میں لاتے تھے۔

ان کو یہ کریڈٹ جاتا ہے کہ وہ جہاں اہل حدیث کے مسلکی مبلغ تھے۔وہاں اہل حدیث کے سیاسی مبلغ بھی تھے۔

اہل حدیث کے سلسلے میں وہ بے حد غیور تھے۔اس ضمن میں ان کے ایک شاگرد رشید مولانا عطاء الرحمان ثاقب شہید کی روایت سے ایک دلچسپ اور جرأت مندانہ واقعہ سنئے:

ایک مرتبہ رابطہ عالم سلامی کی طرف سے منعقدہ کسی تقریب میں بہت سے شیوخ جمع تھے۔اس تقریب میں جماعت اسلامی کے اہم رکن خلیل حامدی بھی موجود تھے۔اور علامہ احسان الہٰی ظہیر بھی۔خلیل حامدی نے گفتگو کرتے ہوئے جوش میں آکر کہہ دیا کہ پاکستان میں جماعت اسلامی ہی امام محمد عبد الوہاب کی دعوت کا علم بلند کیے ہوئے ہے۔علامہ شہید سے ضبط نہ ہو سکا۔گرجدار آواز میں تمام شیوخ سے مخاطب ہر کر فرمایا کہ مجھے حامدی صاحب کی اس بات سے اختلاف ہے۔جماعت اسلامی بہت بڑے مرکز کی مالک ہے اس کے پاس وسائل کی فراوانی ہے۔حامدی صاحب بتائیں کہ ان کے مرکز کی طرف سے کوئی چھوٹے سے چھوٹا کتابچہ بھی کبھی امام محمد عبد الوہاب یا ان کی دعوت کے متعلق شائع ہوا ہے؟ یہ جماعت اسلامی پاکستان میں توحید وسنت کی دعوت دینے کو فرقہ داریت سے تعبیر کرتی ہے۔انہیں یہ دعویٰ کس طرح زیب دیتا ہے؟ حقیقت یہ ہے کہ

امام محمد بن عبد الوہاب کی دعوت کی نشر واشاعت کا بیڑا ان لوگوں نے اٹھا رکھا ہے جنہیں پاکستان میں وہابی کہا جاتا ہے۔وہ اہل حدیث ہیں۔امام محمد بن عبد الوہاب اور رد توحید

باری تعالیٰ پر جتنا لٹریچر پاکستان میں دستیاب ہے۔ وہ اہل حدیث حضرات کی کوشش و کاوش کا مرہون منت ہے۔ جماعت اسلامی کا اس میں ایک لفظ بھی نہیں ہے۔ خلیل حامدی سے علامہ احسان الٰہی ظہیر کی اس بات کا کوئی جواب نہ بن سکا۔ اور وہ خاموش بیٹھے رہے۔

علامہ احسان الٰہی ظہیر کا حلقہ مراسم بہت وسیع تھا۔ جو ملک کی تمام سیاسی اور مذہبی جماعتوں کے زعماء و ارکان کو اپنے احاطے میں لیے ہوئے تھا۔ وہ ہر طبقے میں جاتے اور ہر جماعت کے ہر رہنما سے ملتے۔ ان کے جلسوں میں تقریریں بھی کرتے۔ لیکن ان کی اہل حدیثیت ہر جگہ ان کے ساتھ جاتی۔ اور ہر مجلس میں رنگ جماتی۔ نہ کسی سے مرعوب ہوتی اور نہ کسی کے سامنے جھکتی، ہر جگہ اور ہر مقام پر اپنا امتیاز قائم رکھتی۔

علامہ احسان الٰہی ظہیر مبلغ توحید و سنت اور خطیب قرآن و حدیث تھے۔ اور میں نے سنا ہے کہ خود علامہ احسان الٰہی ظہیر اپنی تقاریر میں یہ شعر پڑھا کرتے تھے ؎

گو اپنے دوستوں کے برابر نہیں ہوں میں
لیکن کسی حریف سے کم نہیں ہوں میں

علامہ احسان الٰہی ظہیر رحمہ اللہ کو اللہ تعالیٰ نے بہت سی خوبیوں سے نوازا تھا۔ وہ علم و ذہانت، تصنیف و تالیف اور تقریر و خطابت کے اوصاف سے متصف تھے۔ چھوٹی عمر میں انہوں نے بہت شہرت حاصل کر لی تھی اور بجا طور پر اس کے مستحق تھے۔ وہ بلند عالم تھے اور ان کی تگ و تاز کے دائرے بہت وسعت پذیر تھے۔ وہ نہ صرف جماعت اہل حدیث بلکہ پورے ملک کا عظیم سرمایہ تھے۔ اس سے بھی بڑھ کر کہنا چاہیے کہ وہ عالم

اسلام کے متاع گراں بہا تھے۔

(ماخذ از ہفت اقلیم)

سوانح

علامہ احسان الٰہی ظہیر بن شیخ ظہور الٰہی سیالکوٹ کے ایک معزز گھرانے سے تعلق رکھتے تھے۔ علامہ شہید کے والد محترم شیخ ظہور الٰہی بڑے سخت مذہبی انسان تھے۔ اپنے مسلک میں بہت زیادہ متشدد تھے۔ علمائے اہل حدیث کے قدردان تھے۔ بہت زیادہ اللہ کی راہ میں خرچ کرنے والے تھے۔ تعمیر مساجد میں بہت حصہ لیتے تھے۔ دین اسلام کی تبلیغ اور دعوت میں ہر لحہ کوشاں رہتے تھے۔ ۴ جون 1995ء کو مدینہ منورہ میں رحلت فرمائی اور جنت البقیع میں دفن ہوئے۔ انا اللہ وانا الیہ راجعون۔

ولادت

علامہ احسان الٰہی ظہیر کی ولادت کی تاریخ ۱۸ جمادی الاول ۱۳۶۴ھ مطابق ۳۱ مئی ۱۹۴۵ء ہے۔ ان کا نام ''احسان الٰہی'' امام العصر مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی (م ۱۹۵۶ء) نے رکھا تھا۔

تعلیم تربیت

ان کی تعلیم کا آغاز حفظ قرآن مجید سے ہوا۔ دار العلوم شہابیہ سیالکوٹ سے حفظ قرآن مجید کی سعادت حاصل کی۔ علوم عالیہ وآلیہ کی تحصیل جامعہ اسلامیہ گوجرانوالہ اور جامعہ سلفیہ فیصل آباد سے کی۔ ان ہر دو مدارس میں علامہ احسان الٰہی ظہیر نے جن اساتذہ سے اکتساب فیض کیا۔ ان کے اسمائے گرامی حسب ذیل ہیں۔

مولانا ابوالبرکات احمد مدراسی رحمہ اللہ

مولانا نذیر احمد رحمہ اللہ

مولانا حافظ عبداللہ بڈھیمالوی رحمہ اللہ

مولانا شریف اللہ خاں سورتی رحمہ اللہ

شیخ الحدیث مولانا محمد اسمٰعیل سلفی رحمہ اللہ

امام الحدیث حضرت العلام حافظ محمد محدث گوندلوی۔ رحمہم اللہ اجمعین

جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ میں حضرت العلام حافظ محمدؒ گوندلوی اور مولانا عبدالغفار رحمہم اللہ اجمعین سے بھی استفادہ کیا۔ ۱۹۶۷ء میں علامہ احسان الٰہی ظہیر اپنے ملک پاکستان تشریف لائے۔ یہاں ۱۹۶۸ء میں چینیانوالی مسجد لاہور کے خطیب مقرر ہوئے (اس مسجد میں خطابت کے فرائض مولانا سید عبدالواحد غزنوی، مولانا ابوسعید محمد حسین بٹالوی اور مولانا سید محمد داؤد غزنوی رحمہم اللہ جیسے جلیل القدر اور فقید المثال علمائے کرام انجام دے چکے تھے علامہ صاحب کو اس مسجد میں خطابت کے منصب پر شیخ الحدیث مولانا محمد اسمٰعیل سلفی (م ۱۹۶۸ء) کی سعی وکوشش سے فائز ہوئے۔ مورخ اہل حدیث مولانا محمد اسحاق بھٹی حفظہ اللہ لکھتے ہیں کہ،

۱۹۶۸ء میں مولانا محمد اسمٰعیل سلفی کی کوشش سے اس مسجد کی خطابت علامہ احسان الٰہی ظہیر کے سپرد ہوئی۔ اپنی خطابت کی وجہ سے وہ اس مسجد کی رونق کا بہت بڑا ذریعہ ثابت ہوئے۔ وہ ایک نئے آہنگ کے مالک تھے اور ایک دل آویز صدا لے کر دنیا میں آئے تھے۔ اس لیے لوگوں کا بہت بڑا مجمع ان

کے گرد جمع ہو گیا۔اوراب ان کے طرز بیان نے سامعین کو بے حد متاثر کیا۔

(ہفت اقلیم ص ۱۵۷)

علامہ احسان الٰہی ظہیر مسجد چینا نوالی کی خطابت کے علاوہ علامہ صاحب ہفت روزہ الا عتصام لاہور(جو اس وقت جمعیت اہل حدیث پاکستان کا ترجمان تھا) کا ایڈیٹر مقرر کیا گیا۔بعد میں ہفت روزہ اہلحدیث لاہور کے بھی ایڈیٹر رہے۔اور اپنا ذاتی رسالہ ترجمان الحدیث لاہور سے جاری کیا۔اوراس کے مدیر اعلیٰ رہے۔

تصانیف

علامہ احسان الٰہی ظہیر شہید بلند پایہ خطیب ومقرر ہونے کے علاوہ تصنیف وتالیف کا بھی عمدہ ذوق رکھتے تھے۔آپ کا شمار برصغیر پاک وہند میں عالم اسلام کے چوٹی کے مصنفین ومولفین میں ہوتا ہے۔آپ عربی،فارسی،انگریزی اور اردو کے بلند پایہ صاحب تصنیف تھے۔آپ کی تصانیف کا مختصر تعارف حسب ذیل ہے۔(علامہ صاحب نے اپنے اشاعتی ادارے کا نام''ادارہ ترجمان السنۃ''رکھا تھا۔آپ کی تمام تصانیف اسی ادارے سے شائع ہوئیں)

عربی تصانیف:

القادیانیۃ دراسات و تحلیل:

یہ کتاب جب علامہ احسان الٰہی ظہیر جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ میں آخری سال میں تھے، تالیف فرمائی جو دس مقالات پر محیط ہے۔

۱۔ قادیانیت استعماری حربہ

۲۔ قادیانیت اور مسلمان

۳۔ متنبی قادیانی کی طرف سے انبیاء وصلحاء کی توہین

۴۔ متنبی قادیانی کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مماثلت وعظمت (معاذ اللہ)

۵۔ قادیانت اور اس کے عقائد

۶۔ قادیانی متنبی اور تاریخ

۷۔ متنبی قادیانی اور پیشن گوئیاں

۸۔ قادیانیت اور مسیح موعود

۹۔ ختم نبوت اور قادیانی تحریفات

۱۰۔ قادیانی زعماء اور فرقے

البریلویۃ (عقائد وتاریخ)

یہ کتاب پانچ ابواب پر مشتمل ہے۔ ابتداء میں امام مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی تقریظ اور مصنف علامہ کا ایک جامع وعلمی اور تحقیقی مقدمہ ہے۔

۱۔ بریلویت تاریخ اور اس کا بانی

۲۔ بریلوی عقائد

۳۔ بریلویت اور اس کی تعلیمات

۴۔ بریلویت اور مسلمانوں کی تکفیر

۵۔ بریلویت اور خرافات

الشیعۃ والسنۃ

یہ کتاب تین ابواب پر مشتمل ہے۔

۱۔ شیعہ اور سنت

۲۔ شیعہ اور قرآن

۳۔ شیعہ اور جھوٹ

الشیعہ اور اہل بیت

یہ کتاب چار ابواب پر مشتمل ہے۔

۱۔ لفظ شیعہ اور اہل بیت پر علمی توضیح اور تبصرہ

۲۔ شیعہ اور مخالفت اہل بیت میں قرآن مجید میں تحریف و انحراف کے مباحث

۳۔ شیعہ کے گمراہ کن دعاوی اور ان کے باطل عقائد اور مفاسد کی تفصیل

۴۔ شیعہ اور توہین اہل بیت

الشیعة و القرآن

اس کتاب کے آغاز میں علامہ صاحب کا ایک جامع، علمی اور تحقیقی مبسوط مقدمہ ہے۔ جس میں علامہ شہید نے اس کتاب کی وجہ تالیف بیان کی ہے۔ اس کتاب کو چار ابواب میں تقسیم کیا گیا ہے۔ اور ہر دور کے شیعہ اکابر کے اس عقیدہ کو دلائل سے ثابت کیا ہے کہ معاذ اللہ قرآن میں تحریف ہو چکی ہے۔ ابواب کی تفصیل درج ذیل ہے۔

۱۔ عقیدۃ الشیعہ فی الدور الاول فی قرآن

۲۔ عقیدۃ الشیعہ فی الدور الثانی من القرآن

۳۔ عقیدۃ الشیعہ فی الدور الثالث من القرآن

۴۔ الف حدیث الشیعی فی اثبات التحریف فی القرآن

بین الشیعۃ و اہل السنۃ

یہ کتاب غالی شیعوں کی اہل سنت کے ساتھ غداریوں، دھوکہ۔فریب،الزامات اور سازشوں کو بے نقاب کرنے کے لیے تالیف کی گئی ہے۔

یہ اپنے موضوع کے اعتبار سے بڑی جامع اور عمدہ ہے۔علم و آگہی کا گنجینہ اور تحقیق و دانش کا خزینہ اور معلومات کا دفینہ ہے۔اس کتاب میں مسیحت کے بارے میں بڑی معلومات فراہم کی گئی ہیں۔

الشیعۃ والتشیع (فرق و تاریخ)

یہ کتاب سات ابواب پر مشتمل ہے۔

۱۔ شیعانِ علی، شہادت عثمان رحمہ اللہ، اختلاف علی و حضرت معاویہ کی کیفیت، حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین اور خاندانِ نبوت سے رشتہ داریاں، سیدنا معاویہ اور سیدنا حسن رضی اللہ عنہما کی صلح وغیرہ کے مباحث پر قلم اٹھایا گیا ہے۔

۲۔ شیعہ اور سبائیت

۳۔ شیعہ حضرات کا سیدنا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر اعتراضات و اتہامات

۴۔ جنگِ جمل اور جنگِ صفین کے محرکات

۵۔ شیعہ کی تاریخ، عقائد اور فرقے

۶۔ شیعہ اثنا عشریہ

۷۔ شیعہ اثنا عشریہ اور عقائد سبائیہ

البهائية نقد و تحليل

اس کتاب میں ۸ مقالات ہیں۔

۱۔ بہائیت اور اس کی تاریخ

۲۔ مازندرانی اور اس کے دعاوی

۳۔ بہائیت اور اس کی تعلیمات

۵۔ بہائی شریعت

۶۔ مازندرانی اور اس کی زبان دانی

۷۔ بہائیت اور اس کی پیشین گوئیاں

۷۔ بہائیت اور اس کے جھوٹ

۸۔ بہائیت اور اس کے زعماء اور اس کے فرقے

البابية عرض و نقد

یہ کتاب چار ابواب پر محیط ہے۔

۱۔ البابیہ اور اس کی تاریخ وابتداء

۲۔ شیرازی اور اس کے دعاوی

۳۔ شریعتِ بابیہ اور اس کی تعلیمات

۴۔ بابیہ کے زعماء اور اس کے فرقے

الاسمعيلية

یہ کتاب اسماعیلی گروہ سے متعلق ہے۔ اور اس کتاب میں اس فرقہ کے عقائد اور اس کی

تاریخ بیان کی گئی ہے۔اس گروہ کا شمار باطنی فرقے میں ہوتا ہے۔علامہ شہید فرماتے ہیں کہ اس فرقے کی جستجو میں، میں نے بہت محنت کی ہے۔اپنے موضوع کے اعتبار سے یہ کتاب جامع، علمی، تحقیقی اور نادر ہے۔

التصوف المنشاء والمصادر

یہ کتاب تصوف سے متعلق ہے۔اور مصنف علامہ نے اس دور کے سب سے بڑے فتنے کے حقیقی خدوخال کی بڑی تفصیل سے وضاحت کی ہے۔اور اس میں بڑی محنت کی ہے۔یہ کتاب تین ابواب پر مشتمل ہے۔

ا۔ تصوف کی تاریخ منزل بہ منزل (اس باب میں چار فصلیں ہیں)

(الف) اعتصام بالکتاب والسنۃ کی اہمیت

(ب) تصوف کی ابتدائی تاریخ اور اس کے معرضِ وجود میں آنے کے اسباب

(ج) صوفیاء کے نزدیک تصوف کی تاریخ

(د) تصوف کا آغاز اور اس کے پھیلنے کے اسباب

باب ۲۔ صوفیا کے نظریات وعقائد

باب ۳۔اس باب میں یہ بتایا گیا ہے کہ:

شیعت درحقیقت یہودیت کی پیداوار ہے۔اور اس کا بانی عبداللہ بن سبا تھا۔اس باب میں اس بات کی وضاحت کی گئی ہے کہ اکثر صوفیاء نے شیعوں کے عقائد اپنائے ہوئے ہیں۔یہی وجہ ہے کہ تصوف شیعوں کی دوسری قسم ہے۔

دراسات فی التصوف

اس کتاب میں علامہ شہید نے صوفیاء کے عقائد اوران کے مختلف طریقوں پر سے پردہ اٹھایا ہے۔اور بڑی تفصیل سے ان کے نظریات وعقائد پر بحث کی ہے۔ یہ علامہ کی آخری تصنیف ہے۔ اس کتاب کی تکمیل کے دو گھنٹے بعد اپنے مقتل کا رخ کیا اور جام شہادت نوش کیا۔

تراجم

علامہ شہید کی عربی تصانیف کے کئی زبانوں میں ترجمے ہوئے ہیں۔جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

۱۔ القادیانیہ (انگریزی)

۲۔ البریلویہ (اردو)

۳۔ الشیعہ السنہ (فارسی، تامل، انڈونیشی، تھائی، ملائیشی اورافریقی زبانیں)

۴۔ الشیعہ و القرآن (اردو)

۵۔ الشیعہ و اھلِ بیت (انگریزی، اردو)

اردو تصانیف

۱۔ مرزائیت اوراسلام

یہ کتاب علامہ شہید کے ان مقالات وتصریحات (ترجمان الحدیث کے اداریئے) کا مجموعہ ہے جو انہوں نے مختلف ادوار میں

ہفت روزہ الاعتصام لاہور، ہفت روزہ اہلحدیث لاہور اور ماہنامہ ترجمان الحدیث

لاہور میں لکھے۔

۲۔ ترجمہ کتاب التوحید (اردو، انگریزی)

۳۔ ترجمہ کتاب الوسیلہ از امام ابن تیمیہ (انگریزی، اردو)

۴۔ حج وعمرہ۔

۵۔ سفرنامہ حجاز

شہادت

۲۳ مارچ ۱۹۸۷ء بعد نماز عشاء اہل حدیث یوتھ فورس قلعہ لچھمن سنگھ لاہور میں سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سلسلہ میں ایک جلسے کا پروگرام بنایا گیا۔ جس میں مولانا حبیب الرحمان یزدانی، مولانا عبدالخالق قدوسی، مولانا محمد خان نجیب اور علامہ احسان الٰہی ظہیر نے خطاب کرنا تھا۔ مولانا حبیب الرحمان یزدانی اور دوسرے مقررین کی تقریریں ہوچکیں۔ سب سے آخر میں علامہ احسان الٰہی ظہیر کا خطاب تھا۔ جب علامہ صاحب نے اپنا خطاب شروع کیا اور اپنے خطاب کے دوران یہ شعر پڑھا ؎

کافر ہے تو شمشیر پہ کرتا ہے بھروسہ

مومن ہے تو بے تیغ بھی لڑتا ہے سپاہی

ابھی "بے تیغ" ہی کہا تھا کہ ایک زوردار بم دھماکہ ہوا، جس سے اسٹیج پر موجود مولانا حبیب الرحمان یزدانی اور مولانا محمد خان نجیب سمیت شہادت سے سرفراز ہوئے۔ علامہ احسان الٰہی ظہیر شدید زخمی ہوگئے۔ میو ہسپتال پہنچائے گئے۔ وہاں سے دو تین دن بعد خادم الحرمین الشریفین شاہ فہد بن عبدالعزیز فرمانروائے سعودی عرب نے اپنا خصوصی

طیارہ لاہور بھیجا اور علامہ صاحب کو ریاض (سعودی عرب) کے ہسپتال میں داخل کیا گیا۔ ڈاکٹروں نے سرتوڑ کوشش کی لیکن ''کل نفس ذائقة الموت''۔ علامہ صاحب ۳۱ مارچ ۱۹۸۷ء کو رحلت فرما گئے۔ انا لله و انا اليه راجعون۔ پہلا جنازہ ریاض میں ہوا۔ دوسرا جنازہ مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں پڑھا گیا اور جنت البقیع نامی قبرستان میں امام مالک رحمہ اللہ کے پہلو میں دفن کیا گیا۔

اللهم اغفره وارحمه و مثواه الجنة الفردوس

علامہ احسان الٰہی ظہیر کی وفات کو عالم اسلام کا عظیم سانحہ قرار دیا گیا۔ پاکستان اور اسلامی ممالک کے سربراہوں، سیاسی و علمی اکابرین اور علمائے دین نے اپنے پیغامات میں گہرے رنج وغم کا اظہار کیا۔

تعزیتی پیغامات

تعزیت کرنے والوں میں خادم الحرمین الشریفین شاہ فہد بن عبدالعزیز، صدر عوامی جمہوریہ عراق صدام حسین، صدر پاکستان جنرل ضیاء الحق، گورنر پنجاب سجاد قریشی، میاں نواز شریف وزیر اعلیٰ پنجاب، مولانا کوثر نیازی، نوابزادہ نصر اللہ خان، خان عبدالولی خان، پیر آف پگاڑا، مولانا عبداللہ درخواستی، مولانا فضل الرحمان، مولانا عبدالعزیز عمر سلفی، (دہلی) سردار عبدالقیوم خان صدر آزاد کشمیر، مولانا فضل کریم عاصم (لندن)، ممتاز قانون دان ایس ایم ظفر، جناب محمود ہارون سابق وزیر داخلہ، ائر مارشل اصغر خان، مولانا حافظ عبدالقادر روپڑی، امیر جماعت اسلامی میاں طفیل محمد، ڈاکٹر اسرار احمد امیر تنظیم اسلامی، مشہور صحافی مجیب الرحمان شامی، مولانا محمد عبداللہ امیر جمعیت اہل

حدیث پاکستان نے اپنے تعزیتی پیغام میں فرمایا کہ اہل حدیث کا یہ سورج کہاں سے
طلوع ہوا اور کہاں جا کر غروب ہوا۔ خطابت و سیاست کے اس
شہسوار کو وہی ارضِ مقدس نصیب ہوئی جس کے ساتھ انہیں شدید محبت تھی

ایں سعادت بزورِ بازو نیست

تانہ بخشد خدائے بخشندہ

منظوم خراجِ تحسین

جمعیت توحید پہ اللہ کا احسان

علامہ آثار و سنن حافظ قرآن

تحریر و خطابت کا امڈتا ہوا طوفان

تحریر میں تصویر کش گوہر و مرجان

زینت دہ ہر طرز و سخن سنج ہر اسلوب

بوڑھوں کا بھی محبوب جوانوں کا بھی محبوب

(علیم ناصری)

احسان الٰہی کہ تھا اک مرد قلندر

تقریر میں تحریر میں رنگ اس کا نرالا

اللہ کو پیار ہوا کس پاک زمیں میں

وہ دین و سیاست کی قلمرو کا جیالا

(سلیم تابانی)

دین و دنیا کی سربلندی میں	طرۂ امتیاز تھا، نہ رہا
علم میں صاحبِ بصیرت تھا	علم میں دلنواز تھا، نہ رہا
زندگی اس کی تھی کفن بردوش	قوم کو اس پہ ناز تھا، نہ رہا
سو گیا جا کے وہ مدینے میں	جاں سپرِ مجاز تھا، نہ رہا

(اسرار سہاروی)

ماخذ:

۱۔ تحریک اہل حدیث تاریخ کے آئینے میں

مولانا قاضی محمد اسلم سیف فیروز پوری رحمہ اللہ

۲۔ تذکرہ علمائے اہل حدیث

پروفیسر میاں محمد یوسف سجاد حفظہ اللہ

۳۔ ہفت اقلیم

مولانا محمد اسحاق بھٹی حفظہ اللہ

۴۔ علامہ احسان الٰہی ظہیر (ایک عہد ایک تحریک)

قاضی محمد اسلم سیف فیروز پوری رحمہ اللہ

Scanned by CamScanner

اسلامک کتاب
آئیں! دین کا علم حاصل کریں
قرآن مجید، ترجمہ، تفاسیر، احادیث،
فقہ، تاریخ، سیرت، تحقیق توحید،
جہاد اور معاشرے کہ ہر پہلوں
پر کتب حاصل کریں
رائٹر:
شاھد منیر انصاری